Lesson 14: Ale Imraan (Ayaat 169 - 185): Day 164

سُوۡرَۃُ آلِ عِمۡرَان کی تفسیر

سبق کا خلاصہ:

آج کے سبق میں ہم دیکھیں گے کہ صحابہ کرامؓ کا ایمان بہت مضبوط تھا جو چوٹیں کھانے کے بعد بھی کمزور نہیں ہوتا تھا۔ ہم ہر حال میں لبیك کہنا کیسے سیکھیں۔ ہم سب کی خواہش ہوتی ہے کہ ہم نیکیاں کریں لیکن جب مواقع ملتے ہیں تو پیچھے ہو جاتے ہیں۔

ہم ایک ایمان افروز واقعہ بھی پڑھیں گے۔

حسبنا اللہ کے فوائد پڑھیں گے۔ کہ نبی کریمؐ اس کو کب پڑھتے تھے۔

کفر کی چالوں کے بارے میں پڑھیں گے۔ لوگوں کی کچھ فضول باتوں اور غلط عقائد کا بھی ذِکر ہو گا۔

شہداء کے بارے میں پڑھیں گے۔ بخل کے بارے میں بات ہو گی اور اسلام ہمیں کتنا مال جمع کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

جب انسان موت کا ذائقہ چکھے گا تو اُسے سب سمجھ آنے لگے گا۔

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَۙ

﴿۱۶۹﴾ جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

شہداء کو مُردہ نہ سمجھو۔ وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں۔

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ جو کچھ خدا نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

شہداء کے اعزاز کی بھی بات ہو رہی ہے کہ پیچھے رہنے والے اُس کے دوست احباب اور گھر والے جو اللہ کے دین کے لئے کوششیں کر رہے ہیں، اُن کے بارے میں شہداء کو سب بتا دیا جاتا ہے یہ کہ فکر نہ کرو وہ بھی آپ سے آ کر ملیں گے۔ یعنی شہید کو بعد میں آنے والے شہداء کا پتا چل جاتا ہے۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اور خدا کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں۔ اور اس سے کہ خدا مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

ابھی تک غزوۂ اُحد سے بچ کر واپس آنے والے مجاہدین کے بارے میں بات ہو رہی تھی لیکن اِن آیات سے اپنی جان اللہ کی راہ میں دینے والے شہداء کی بات ہو رہی ہے۔

کچھ ظاہر پرست لوگوں اور جن کے دل میں اسلام کا بغض بھی تھا، انہوں نے اُحد کے شہداء کو بیکار موت کہا۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ مسلمان ایک شخص کی باتوں میں آ کر اپنی جان دے رہے ہیں۔ یہ جذباتی لوگ ہیں۔ اپنے نبیؐ کی باتوں میں آ کر مال اور جان ضائع کر رہے ہیں۔

اللہ نے اُن کی باتوں کا جواب دیا ہے۔ اِن تمام آیات کے شانِ نزول میں ابو داؤد کی ایک حدیثؐ ہے۔

حدیث کا خلاصہ: شہداء کو ایک طرح کی جسمانی زندگی بھی حاصل ہوتی ہے جو دوسرے مردوں کی زندگی سے زیادہ ممتاز ہوتی ہے اور ان کی ارواح کو بھی اللہ کے ہاں مختلف مقامات حاصل ہوتے ہیں یعنی ان کی روحوں کا تعلق ان کے جسموں سے بھی رہتا ہے اور ان کی ارواح کو اللہ تعالی کے ہاں بھی مختلف مقامات ملتے ہیں ان میں سے بعض کی ارواح سبز پرندوں میں ہوتی ہیں اور وہ جنت میں کھاتے پیتے ہیں اور عرش کے سائے میں بنی ہوئی قندیلوں میں بیٹھتے ہیں۔

جیئے تو انسان ایسی زندگی کہ بندہ اپنے آخری سانس تک کلمۂ حق کو بلند کرتا رہے۔

کبھی بول کر، کبھی لکھ کر، کبھی جان ومال کی قربانی دے کر کبھی ہجرت کر کے۔ یعنی زندگی اور موت اللہ کے لئے ہو۔

اور جب موت آئے تو ایسی موت ہو کہ اللہ یہ فرمادے کہ اُن کو مردہ نہ کہو۔ کیسی خوبصورت موت ہے۔ کہ اُن کو مردہ نہ کہو۔ یعنی ابھی وہ مقصد زندہ ہے جن کے لئے شہداء اپنی جان دیتے ہیں۔ وہ اپنی جان دے کر اسلام بچالیتا ہے۔ اللہ بہترین قدر کرنے والا ہے۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾ اگر تم (خدا کے شکر گزار رہو اور (اس پر) ایمان لے آؤ تو خدا تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا۔ اور خدا تو قدر شناس اور دانا ہے۔ سورۃ النساء

اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمھیں سزا دے۔ وہ تو ہم سب کو بہترین اجر دینا چاہتا ہے۔

وہاں شہداء کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ شہداء کے لئے بہترین اجر ہے۔

اللہ زندگی اور موت کا فلسفہ سمجھا رہے ہیں۔ اللہ کی راہ میں مرنے والے ہم سب سے زیادہ بہتر زندگی پا رہے ہیں۔

ہم قرآن سیکھنے، پڑھنے اور پڑھانے والے اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھتے ہیں۔ (اگر نہیں سمجھ رہے تو اپنے ایمان کا جائزہ لیں)۔ یعنی تمام محرومیاں اور کمیاں ایک طرف لیکن یا اللہ تیرا شکر کہ تو نے کتاب کی دولت عطا فرمادی اور دین کے راستے پر لگا دیا۔ زندگی میں تکلیفیں تو آئیں گی لیکن یہ عام انسان کی زندگی ہے۔

شہداء کی زندگی بے حد پُر لطف ہے۔ اللہ کے ہاں بہترین عزّت افزائی پاتے ہیں۔ اصل زندگی یہ ہے کہ اللہ کی رضا مل جائے۔ اللہ کو اپنی راہ پر چلنے والے بہت پیارے لگتے ہیں۔ اللہ نے تو شہداء کے گھوڑوں کی قدموں تک کی قسم کھائی ہے۔

ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم جو ہانپ اٹھتے ہیں (۱) پھر (پتھروں پر نعل) مار کر آگ نکالتے ہیں (۲) پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں (۳) پھر اس میں گرد اٹھاتے ہیں (۴) پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں (۵) سورۃ العادیات

آپ اللہ کی راہ میں نکل تو دیکھیں، کوئی قربانی دے کر تو دیکھیں۔ اللہ بہترین قدر کرنے والا اور بہترین جزا و اجر دینے والا ہے۔ اللہ کے دین کی خدمت کرنا ہی بہترین زندگی ہے۔ دین کا راستہ ایک الگ ہی لائف اسٹائل ہے۔ ورنہ تو ہم زندگی میں سکون نہیں پاتے ہیں۔ دین کی خدمت والے طرزِ زندگی پر دُنیا اور آخرت سنور جاتے ہیں۔

شیطان تو بہکائے اور ڈرائے گا۔ عام انسان تو شائد ڈر جائے لیکن اللہ سے محبت کرنے والا نہیں ڈرتا۔

کیا میرے اندر اللہ کے دین کی خدمت کرنے کا شوق، طلب اور تڑپ ہے؟

یہ مت سوچیں کہ میرے پاس کوئی خوبی نہیں، کوئی صلاحیت نہیں۔ مجھے بولنا نہیں آتا یا لکھنا نہیں آتا۔ اگر آپ کے اندر شوق، خواہش اور تڑپ ہے تو اللہ آپ سے دین کی خدمت کا کام ضرور لے گا۔

اُمِّ مکتومؓ نابینا تھے، ایک اور عمرو بن جموحؓ لنگڑے تھے لیکن اللہ نے اُن کو چُن لیا۔

دِل میں طلب اور تڑپ ہونی لازم ہے۔

لوگ مسجد میں پہنچ جاتے، عورتیں بچے لے کر آجاتیں۔ کوئی پوچھتا اللہ کے نبیؐ اللہ میری کس بات پر مسکراتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ اس بات پر مسکراتا ہے کہ بندے کے پاس کچھ بھی نہ ہو لیکن وہ پھر بھی میدانِ جنگ میں کود پڑتا ہے۔ ایک صحابی تھے انس بن نظرؓ انہوں نے کہا کہ اچھا اللہ کو یہ بات پسند ہے۔ انہوں نے اپنی زرہ اُتار دی کہ کسی اور کے کام آئے اور میدانِ جنگ میں کود پڑے۔ صحابہ کرامؓ کو جنّت نظر آتی تھی۔ وہ خوشی خوشی اللہ کے دین کے لئے قربانیاں دیتے تھے۔ ایک اور صحابیؓ (عمیر) نے جنگِ اُحد کے دِن فرمایا کہ اللہ کے نبیؐ مجھے اُحد پہاڑ کے پاس سے جنّت کی خوشبو آرہی ہے۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہاں عمیر تم جنّت میں جاؤ گے۔ وہ کھجوریں کھا رہے تھے۔ وہیں تھیلا چھوڑا اور میدانِ جنگ میں چلے گئے کہ جنّت میرا انتظار کر رہی ہے تو میں وقت ضائع کیوں کروں۔ شہید ہو گئے اور جنّت میں پہنچ گئے۔

دیکھیں یہ معرفت کی باتیں ہیں۔ جس کو یہ بات سمجھ آجاتی ہے اُن کو پھر کچھ مشکل نہیں لگتا۔

جس سے سچّی محبت ہوتی ہے اُس کی خاطر ہم سب کچھ کرتے ہیں۔ محبت سب آسان کر دیتی ہے۔

ساری دُنیا کی محبتیں ایک طرف اور اللہ سے محبت ایک طرف۔ یہ محبت کا فلسفہ جس کو سمجھ آ جاتا ہے۔ اُس کی نظر میں دُنیا کچھ معنی نہیں رکھتی۔

ہمارے ہاں لفظ شہید بہت استعمال ہوتا ہے۔

اصل شہید تو وہی ہے جو اللہ کے دین کی خاطر اپنی جان دے۔ دین اسلام کا دفاع کرتے ہوئے جان دے۔ دین کی خاطر تڑپ میں جان دینا ہی شہادت ہے۔

لیکن ہمیں کچھ روایات ملتی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ کچھ خاص لوگ اور بھی اس شہادت کا کچھ ثواب پا لیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: مَن قُتِلَ فی سَبِیلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیدٌ وَمَن مَاتَ فی سَبِیلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیدٌ وَمَن مَاتَ فی الطَّاعُونِ فَھُوَ شَھِیدٌ وَمَن مَاتَ فی الْبَطْنِ فَھُوَ شَھِیدٌ۔ جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے، اور جو اللہ کی راہ میں نکلا (اور کسی معرکہِ جہاد میں شامل ہوئے بغیر مر گیا، یا جو اللہ کے دِین کی کسی بھی خِدمت کے لیے نکلا اور اُس دوران) مر گیا وہ بھی شہید ہے، اور اور جو طاعون (کی بیماری) سے مر گیا وہ بھی شہید ہے، اور جو پیٹ (کی بیماری) سے مر گیا وہ بھی شہید ہے۔

جابر بن عُتیک رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الشَّھَادَۃُ سَبْعٌ سِوَی الْقَتْلِ فی سَبِیلِ اللّٰہِ الْمَطْعُونُ شَھِیدٌ وَالْغَرِقُ شَھِیدٌ

وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيقِ شَهِيدٌ وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شهيدةٌ۔

اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کے عِلاوہ سات شہید ہیں (1) مطعون شہید ہے (2) اور ڈوبنے والا شہید ہے (3) ذات الجنب کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے اور (4) اور پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، اور (5) جل کر مرنے والا شہید ہے، اور (6) ملبے کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے، اور (7) حمل کی حالت میں مرنے والی عورت شہیدہ ہے.

(سُنن ابو داؤد حدیث 3111 / کتاب الخراج والامارۃ والفیٔ, مؤطامالک / کتاب الجنائز / باب 12)

اب آپ سوچیں کہ ایک بندہ نماز نہیں پڑھتا اگر وہ پیٹ کی بیماری سے مر گیا تو کیا شہید ہے؟

اِن احادیثؑ سے لوگوں نے اپنی مرضی کے معنی نکال لئے ہیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ؛

آپ کسی شارٹ کٹ (مختصر راستے) سے جنّت نہیں جاسکتے۔ شارٹ کٹ اُس وقت کام آئیں گے جب آپ کا دِل اور عمل قرآن وسنّت کے مطابق ہو گا۔ اگر آپ کے دِل میں اللہ کی رضا کی خواہش اور طلب ہے، آپ کے اندر دین کی خدمت کی تڑپ ہے تو آرام سے مریں، اپنے بستر پر موت آئے تو فرشتے آپ کو وہاں شہید لکھ دینگے۔ اللہ آپ کی حق تلفی نہیں کرے گا۔ اللہ کو سب پتا ہے کہ کون کس قدر کام کر سکتا تھا۔

غزوۂ اُحد میں سترّ لوگ شہید ہو گئے اور پھر بھی شکست ہوئی۔ اُن کا اَجر ضائع نہیں ہُوا۔

ہمیں بیکار باتیں نہیں کرنی چاہئے۔ کبھی کسی کی موت پر یہ نہ کہیں کہ ابھی تو اس کے مرنے کا وقت نہیں تھا۔ اللہ نے یہ اچھا نہیں کیا (نعوذ باللہ) اللہ کو یہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کبھی ایسی باتیں نہ کریں۔

آپ اپنی کوشش جاری رکھیں۔ نمازیں پڑھیں۔ قرآن پڑھنا سیکھیں اور سکھائیں۔ دین کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ سُنتوں کو عام کریں۔ فائدے اور نقصان نہ دیکھیں۔ کوششیں کرتے رہیں۔ انشاءاللہ ہمارا اَجر ضائع نہیں ہو گا۔ ہم نے پُر خلوص کوشش کرنی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کو جب آگ میں پھینکا گیا تو ایک چڑیا یا ابابیل اپنی چونچ میں پانی لے کر آئی کہ آگ بجھا دے۔ باقی پرندوں نے اُس کا مذاق اُڑایا کہ اتنے سے پانی سے کیا بنے گا؟ اُس نے کہا کہ میں روزِ قیامت اللہ سے کہہ دونگی کہ میں نے کوشش کی تھی۔ چونچ میں پانی ہی اتنا آیا۔

ہم نے کوشش کرنی ہے۔ شکر کریں کہ اسباب ہی اتنے ہیں جن کے پاس اسباب اور صلاحتیں زیادہ ہونگی اُن کا حساب بھی سخت ہو گا۔ کبھی بھی اَجر ضائع نہیں ہو گا۔ شکر کیا کریں کہ اللہ نے توفیق دے دی۔ اگر آپ سو لوگوں کو بُلاتے ہیں اور صرف ایک آتا ہے تو شکر کریں کہ ہمارے جیسے کو اللہ نے اپنے دین کے کام کے لئے چُن لیا ہے۔

اپنے دِل میں لوگوں کے لئے خیر خواہی پیدا کریں۔ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مجھے دیکھا تو فرمایا اے جابر کیا بات ہے تم فکر مند نظر آتے ہو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد شہید ہو گئے ہیں اور اپنے اوپر قرضہ اور اہل و عیال چھوڑ گئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی سے بات کی تو پردے کی پیچھے سے کی لیکن تمھارے والد سے آمنے سامنے بات فرمائی اور کہا مجھ سے جو مانگو میں دوں گا تمھارے والد نے کہا مجھے دنیا میں واپس بھیج دیجئے تاکہ دوبارہ شہید ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میری طرف سے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ کسی کو واپس نہیں جانا تمھارے والد نے کہا اے میرے پروردگار پیچھے والوں کو ہماری حالت کی اطلاع دے دیجئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: **ولا تحسبن الذین سے آخر تك** ۔(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ المستدرک)

غلط عقائد:

کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ شہید زندہ ہیں اور اُن کی قبروں پر جا کر مانگنا شروع کر دیا۔ یہ غلط عقیدہ ہے۔ شہید وفات پاتے ہیں اور جنّت میں زندہ ہیں۔

کچھ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ اگر شہید زندہ ہیں تو نبیؐ بھی زندہ ہیں اور آپؐ کے پاس آپؐ کی بیویاں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ جہالت کی بات ہے۔

سوچیں ذرا کہ اگر شہید زندہ ہوتا تو اُس کی بیوی بیوہ کیوں ہوتی؟ وہ دوبارہ نکاح کیسے کر سکتی تھی؟ ہم نے روایات میں پڑھا ہے کہ شہید کی بیوہ نے دوبارہ نکاح کیا تھا۔ اُس کے بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ اُس کا ورثہ بھی تقسیم ہوتا ہے۔

ہم نے یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ شہید وفات پاتے ہیں۔ لیکن اُن کی روح جنّت میں ہے۔ اُن کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ عبد الرحمٰن بن ابی صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ دونوں انصاری صحابی تھے۔ سیلاب کی وجہ سے ان کی قبریں کھولی گئیں تاکہ ان کی جگہ بدلی جاسکے یہ دونوں حضرات ایک قبر میں تھے جب ان کی قبریں کھولی گئیں تو ان کے جسموں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا گویا کہ انہیں کل دفن کیا گیا ہوں ان میں سے ایک کا ہاتھ شہادت کے وقت ان کے زخم پر تھا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے تھے دیکھا گیا کہ اب تک ان کا ہاتھ اسی طرح ہے لوگوں نے وہ ہاتھ وہاں سے ہٹایا مگر وہ ہاتھ واپس اسی طرح زخم پر چلا گیا غزوہ احد کے دن یہ حضرات شہید ہوئے تھے اور قبریں کھودنے کا یہ واقعہ اس کے چھیالیس سال بعد کا ہے۔

(مؤطا امام مالک رحمہ اللہ۔ سیر اعلام النبلاء)

یہ روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے براہ راست بھی آئی ہے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں سند کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نہر کظامہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان کروایا کہ جس شخص کا کوئی شہید ہو تو وہ پہنچ جائے پھر ان شہداء کے اجسام نکالے گئے تو وہ بالکل تر و تازہ تھے یہاں تک کہ کھودنے کے دوران ایک شہید کے پاؤں پر کدال لگ گئی تو خون جاری ہو گیا۔ (کتاب الجہاد لابن المبارک)

حضرت جابرؓ خود بھی شہید ہو گئے تھے۔ اور بہت بعد میں پانی آنے کی وجہ سے اُن کی قبر کھودی گئی تو اُن کو جسم بالکل صحیح حالت میں تھا۔

شہداء کی حیات یقینی چیز ہے اور بلاشبہ وہ جنت میں زندہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہے اور ان کی موت بھی ہو چکی ہے اور ان کے جسم مٹی میں ہیں اور ان کی روحیں دوسرے ایمان والوں کی ارواح کی طرح زندہ ہیں البتہ شہداء کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کے جسم قبر میں خراب نہیں ہوتے اور انہیں زمین نہیں کھاتی یہی ان کی زندگی ہے۔